DAMAGE BOOK

DAMAGE BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222570
UNIVERSAL
LIBRARY

حسب ضابطہ رجسٹری شدہ ہے

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ

مثنوی

حقوق اولاد

OSMANIA UNIVERS
COLLEGE LIBRAR

یعنی

ایک باپ اور بیٹے کی گفتگو

(جس میں والدین کو اولاد کے اصلی اور رسمی حقوق سے آگاہ کیا گیا ہے)

مصنفہ

جناب شمس العلما ملک الشعرا مولانا خواجہ محمد الطاف حسین صاحب حالی
پانی پتی سلمہ ربہ

جسکو
ملک فضل الدین ملک چنن الدین ملک تاج الدین تاجران کتب قومی کتب نقشبندیہ
بازار کشمیری لاہور
نے
نولکشور سٹیم پریس لاہور میں مینجر کے اہتمام سے چھپوایا

CHECKED 1951

فہرست کتب مصنفہ عالیجناب خواجہ الطاف حسین صاحب حالی سلمہ ربہ

٨٩١٥

مسدّس حالی مع ضمیمۂ نو ترتیب

مسلمانوں کی گذشتہ اور موجودہ حالت کا نقشہ اگر دیکھنا منظور ہو تو اسے دیکھو موجودہ حالت کی پردرد کہانی سے شوق ہو تو اسے ضرور پڑھو آبائی کارناموں کی فہرست درکار ہو تو اُسے خریدو ایک سچے عاشق قوم کی جلے دل کی آہ کا نمونہ دیکھنا ہو تو اس مسدس کو لو۔ ہندوستان میں جو لوگ آج کل سوسائٹیاں اور کلب و انجمنیں بناتے ہیں۔ اور اخوت کا دم بھر خیر خواہ قوم کہلاتے ہیں سب اسی مسدس کی برکت ہے۔ ورنہ اس سے پہلے کہاں تھے۔ خدا نے خواجہ حالی صاحب کو اسی مسدس کے لکھنے کے لئے پیدا کیا ہے + قیمت ۔ ۔ ۔۔ ۸/

مناجات بیوہ

ہندوستان کی مجبور بیواؤں کی آہ و زاری۔ بیوہ کے دل کی سچی باتیں۔ پڑھتے جاؤ روتے جاؤ۔ نظم کیا ہے تیر و نشتر ہیں۔ پر درد دل اور عاشق قوم کے دل سے نکلی ہوئی شعر ہیں۔ ٹھیٹ ہندوستانی اردو زنانہ محاورات میں قیمت ۲/

چہار گلزار حالی

ایک مجموعہ خواجہ صاحب حالی کی چار تصنیفات کا ہے نشاط امید تعصب و انصاف کلمۃ الحق۔ ترکیب بند تعلیم مسلمانان نظم اردو مصنفہ خواجہ الطاف حسین صاحب حالی پانی پتی + قیمت ۔۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳/

شکوہ ہند

مصنفہ خواجہ حالی صاحب ہندوستان میں اہل اسلام کے رونق افروز ہونے کی حالت اور ان کی موجودہ حیثیت کا حیرت آمیز الفاظ میں مقابلہ کیا گیا ہے۔ نظم + قیمت ۔۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۲/

مثنوی برکھا رت

بارش کے مضمون پر نیچرل طور پر عجیب سادگی اور صفائی سے خیالات ظاہر کئے گئے ہیں مصنفہ خواجہ حالی + قیمت ۔۔ ۱/

مثنوی حب وطن

حب وطن کا سبجکٹ کمال نتیجہ خیز صورت میں بیان کیا گیا ہے مصنفہ حالی قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۱/

مثنوی رحم و انصاف

رحم و انصاف کا نہایت ہی دلچسپ طریق پر سوال و جواب میں ایک معقول مناظرہ کر کے آخر میں عقل کی طرف سے محاکمہ کیا گیا ہے صاحبان عدالت کے لئے بالخصوص قابل مطالعہ ہے۔ مصنفہ خواجہ الطاف حسین صاحب حالی + قیمت ۱/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حقوق اولاد

لاڈلا بیٹا تھا اک ماں باپ کا — جان ماں کی اور ایماں باپ کا
دیکھ اُسے ہوتے تھے دونو باغ باغ — تھا وہی لے دے کے اُس گھر کا چراغ
بال بیکا اُس کا ہوتا تھا اگر — دل کو رہ جاتے تھے دونو تھام کر
ہر طرح اُس کی رضا مقصود تھی — جان تک اُس کے لئے موجود تھی
وقف تھی سب اُس پہ دولت اور مال — پر نہ تھا تعلیم کا اُس کی خیال
روک ٹوک اُس کی کسی نے کی نہ تھی — باپ نے جھڑکی تک اُس کو دی نہ تھی

گُھور سے واقف نہ تھا اُستاد کی — شکل دیکھی ہی نہ تھی جلّاد کی
راہ سے مکتب کی کتراتا تھا وہ — نام سے پڑھنے کے گھبراتا تھا وہ
لکھنے پڑھنے کی نہ تھی ترغیب کچھ — گوشمالی تھی نہ تھی تادیب کچھ
تربیت کے بدلے لاڈ اور پیار تھا — لہو و بازی میں سدا سرشار تھا
کھیل میں کرتا تھا برباد آپ کو — اور کچھ پرواہ نہ تھی ماں باپ کو
جانتے تھے گھر میں ہے دولت بہت — لکھنے پڑھنے کی نہیں حاجت بہت
نوکری کرنی نہیں اِس کو تلاش — ہے اِسی کے واسطے ساری معاش
گو ہے بے علم اور نادان یہ — پر کسی صورت چڑھے پروان یہ
پیروی کی اِک خیالِ خام کی — فکر دونوں نے نہ کی انجام کی
جب ہوا وہ نازپروردہ جواں — رنگ لائیں اُن کی بے پروائیاں
آپڑا اوس کا وہی آخر کو رنگ — لاڈلے بیٹوں کا جو ہوتا ہے ڈھنگ
سامنا ماں باپ کا کرنے لگا — ہمسری کا اُن کی دم بھرنے لگا
حق تو اُن کے اِس سے کیا ہوتے ادا — اور ناراض اُن کو وہ رکھنے لگا

تھیں ادائیں اُس کی اکثر ناپسند
کارگر اُس کو ملامت تھی نہ پند

جہل و نادانی کی تھیں طغیانیاں
رات دن کرتا تھا نافرمانیاں

اُس کو صحبت تھی تو تھی اغیار سے
اُسکی اُلفت تھی تو تھی اشرار سے

شہر میں آوارہ کہلاتا تھا وہ
چوک میں پاتا تھا جب پاتا تھا وہ

خوف ہوتا تھا نصیحت کا جہاں
جا کے بھُولے سے نہ پھرتا تھا وہاں

پند سے ناصح کی نفرت تھی اُسے
سایہ سے اچھوں کی وحشت تھی اُسے

گھر میں آ اِک اِک سے لڑ جاتا تھا وہ
باتوں باتوں میں بگڑ جاتا تھا وہ

نفس پہ اپنے نہ کر سکتا تھا جبر
نام کو اُس میں تحمّل تھا نہ صبر

دل پہ قابو زینہار اُس کو نہ تھا
اور زباں پہ اختیار اُس کو نہ تھا

جو وہ کرتا تھا اُسے بھرتے تھے سب
اُس سے چھوٹے اور بڑے ڈرتے تھے سب

اصل میں کچھ بد نہ تھی اُسکی سرشت
کر دئے تھے جہل نے اطوار زشت

گو نہ مطلق آدمیت اُس میں تھی
پر جھلکتی قابلیت اُس میں تھی

بدچلن تھا پر نہ تھی طینت بُری
فطرت اچھی تھی مگر عادت بُری

چڑھ رہا تھا اُس پہ بدصحبت کا رنگ　　لگ رہا تھا روشن آئینہ کو زنگ

ذات میں اسکی شرارت تھی نہ شر　　ہو گیا تھا بد۔ بدوں میں بیٹھ کر

جب گئی حالت بگڑ حد سے سوا　　آگیا دم ناک میں ماں باپ کا

باپ نے اک روز گھر میں بیٹھ کر　　یوں کہا بیٹے سے اے جانِ پدر

یاد ہیں وہ دن بھی تم کو یا نہیں　　جبکہ یہ رعنائیاں تم میں نہ تھیں

جب خبر اپنی نہ تھی کچھ آپ کو　　جانتے تھے تم نہ ماں اور باپ کو

پاسباں تھے آپ کے ماں باپ جب　　گوشت کا اک لوتھڑا تھے آپ جب

ہِل نہ تم سکتے تھے بے امداد غیر　　تھے نہ یہ اُڑنے کے پر چلنے کے پیر

ہاتھ اور بازو یہ سب بیکار تھے　　سخت بے بس تھے تم اور لاچار تھے

آنکھ سے چیونٹی چھڑا سکتے نہ تھے　　مُنہ سے مکھی تک اُڑا سکتے نہ تھے

آگ پانی میں نہ تھی تم کو تمیز　　تھا تمہیں زہر اور امرت ایک چیز

رات دن یکساں سراسر تھا تمہیں　　دھوپ اور سایہ برابر تھا تمہیں

بھوک سے بے چین ہو جاتے تھے پر　　اپنی بے چینی سے تھے تم بے خبر

پیاس لگتی تھی تو روتے تھے سدا
مانگنا پانی مگر آتا نہ تھا

کھا لیا جو کچھ دیا تم کو کھلا
پی لیا جو کچھ دیا تم کو پلا

تلخ و شیریں میں نہ تھا کچھ امتیاز
اس سے رغبت تھی نہ تھی اس سے احتراز

یہ زباں زوری کہیں اصلا نہ تھی
تھی زباں منہ میں مگر گویا نہ تھی

سب کو رو رو کر جگاتے تھے مگر
اپنے رونے کی نہ تھی تم کو خبر

تھی نہ اپنے نفع و نقصان کی سمجھ
درد کی سدھ تھی نہ درماں کی سمجھ

دیتے تھے بہرِ شفا دارو اگر
سر پہ رو رو تم اٹھا لیتے تھے گھر

گرمی اور سردی میں جب کپڑے تمہیں
ہم نہاتے تھے تو کرتے تھے ضدیں

کیچڑ اور گارے سے نفرت کچھ نہ تھی
اور نجاست سے کراہت کچھ نہ تھی

وہاں اگر ہوتا نہ دم ماں باپ کا
کون رکھوالا تھا اُس دم آپ کا

دل کا کہہ سکتے نہ تھے تم مدعا
جانتے تھے کچھ نہ رونے کے سوا

بھوکے یا پیاسے اگر ہوتے تھے تم
کچھ نہ کہتے تھے مگر روتے تھے تم

ہم سمجھ لیتے تھے لیکن مدعا
بھوک کا رونا ہے یا ہے پیاس کا

پیاس میں مضطر جو پاتے تھے تمہیں — بن کہے پانی پلاتے تھے تمہیں
بھوک میں گر دیکھتے تھے بیقرار — دُودھ تھے تم کو پلاتے بار بار
روپ تھے معلوم سارے آپ کے — سب سمجھتے تھے اشارے آپ کے
تم کو کچھ تکلیف ہوتی تھی اگر — خود بخود دُکھتی دِل کو ہو جاتی خبر
چین ہو جاتا تھا سارا بر طرف — پھرتے تھے بیتاب دوڑے ہر طرف
حالتیں سب تھے تمہاری جانتے — آپ کے تیور تھے ہم پہچانتے
ہوتے تھے بیمار دُور از جاں جب — رات دن سہتی تھی ماں رنج و تعب
بارہا آنکھوں میں کٹ جاتی تھی رات — اِک بلا آتی تھی جب آتی تھی رات
ڈرتے تھے تم غیر عورت سے سدا — ماں کی گودی سے نہ ہوتے تھے جدا
اور پری صورت سے تھے تم بھاگتے — دُودھ ہرگز غیر کا پیتے نہ تھے
پر کبھی تم سے دریغ اُس کو نہ تھی — گر تمہارے کام آتی جان بھی
آج بیماری سے فرصت تھی نہ کل — آج چیچک کل تھا پسلی کا خلل
کرتے تھے سیانوں کی جا جا منتیں — مانتے تھے نت ہزاروں مَنّتیں

ناز اُٹھاتے تھے طبیبوں کے سدا
ڈھونڈتے پھرتے تھے شربت اور دوا

عامل اور سیانوں نے جو مانگا دیا
مُنہ نہ پیسے کا کبھی ہم نے کیا

سخت بیماری کو جب پاتے تھے ہم
فکر کے مارے گھُلے جاتے تھے ہم

رات اور دن ماں الگ تھی بیقرار
باپ پھرتا تھا الگ زار و نزار

اللہ آمین کرکے ہم لیتے تھے نام
کرتے تھے دم تم پہ سورے صُبح و شام

آنکھ پر آتا تھا گر میل آپ کے
دم پہ بن جاتی تھی ماں اور باپ کے

چاہتے تھے تم کو خوش آٹھوں پہر
تم سوئے اور بنی یہاں جان پر

آپ کی خاطر اُٹھائے دُکھ پہ دُکھ
دس برس تک ایک دن پایا نہ سُکھ

ہم پہ گذریں کیسی کیسی سختیاں
گذُریں دُشمن پر نہ ایسی سختیاں

آئیگی خدمت ہماری یاد جب
ہو گئے تم خود صاحب اولاد جب

کی چھٹی ہم نے تمہاری جس طرح
کی ہو شاید ہی کسی نے اس طرح

مونڈن اور ختنہ کیا کِس دھوم سے
شہر کو کھانا دیا کِس دھوم سے

ہو چکی جب رسم بسم اللہ کی
رائے تھی اُس وقت اِک اک کی یہی

تم کو مکتب میں بٹھانا چاہئے — پڑھنے لکھنے پر لگانا چاہئے

پر نہ مانا دل نے اپنے زینہار — ڈالئے اس عمر میں تم پر یہ بار

ایک دو بار امتحاں کے طور پر — تم کو مکتب میں جو دیکھا بھیج کر

سارے دن بے کل تمہاری ماں رہے — اور پڑی تم میں ہماری جاں رہے

پھر تمہارا ہم نے جب دیکھا یہ حال — تم کو ہے جانے سے مکتب کے ملال

جاتے ہو جب بے مزہ ہوتے ہو تم — گھڑیوں ضد کرتے ہو اور روتے ہو تم

جلد مکتب سے اٹھا ہم نے لیا — آپ کے دل پر نہ میل آنے دیا

دل میں سمجھا ہو نہ جب بچہ کو شوق — لطف اسے پڑھنے میں آئے اور نہ ذوق

بھیجنا مکتب میں ہے اس کو ستم — باز آئے ایسے پڑھوانے سے ہم

اپنی رت پر آپ پڑھ چڑھ لوگے تم — وقت جب آئیگا خود پڑھ لوگے تم

دوستوں نے ہم کو سمجھایا بہت — اپنے بیگانوں نے ہلسایا بہت

کھیل کی جب لگ گئی بچہ کو چاٹ — ہو گیا جی پڑھنے لکھنے سے اچاٹ

کارگر ہو اس کو پند اور قید کیا — اس کے پڑھنے کی ہے پھر امید کیا

یوں سنورنے کا نہیں نہ نہار یہ | حق میں ہے زہر اسکے لاڈ اور پیار یہ
پیار سے سمجھے تو یوں سمجھاؤ تم | ورنہ اٹھتے بیٹھتے دھمکاؤ تم
وقت یہ اغماض کرنے کا نہیں | اب کا بگڑا پھر سنورنے کا نہیں
کہتے تھے اپنے پرائے سب یہی | آتی تھی آواز روز و شب یہی
تم کو لیکن ہم نے جھڑکی تک دی | جبر کرنے کو کبھی چاہا نہ جی
سن تمہارا جب زیادہ کچھ ہوا | پھر پڑھانے کا ارادہ کچھ ہوا
اک معلم رکھا اور اک خوشنویس | یاد ہوگی تم کو ان دونوں کی فیس
ایک کو پانچ ایک کو ملتے تھے دس | یہ رہے نوکر برابر دو برس
اپنے اپنے فن میں تھے ہشیار یہ | پر رہے دو نو سدا بیکار یہ
گرچہ تھی تاکید دونو کی شدید | پر نہ دی تم نے کبھی اُن کو رسید
تم کو کب فرصت تھی کود اور پھاند سے | بھاگتے تھے تم نوشت اور خواند سے
مفت کی تنخواہ وہ پاتے رہے | نام کو ہر روز یہاں آتے رہے
تم نے آخر جب کچھ پڑھ کر دیا | دیکھ کچھ دونوں کو رخصت کر دیا

ہم نے یہ سمجھا کہ ہے کوشش فضول — ساری تدبیریں ہیں اپنی بے اصول
لکھنا اور پڑھنا ہے سب تقدیر کا — تنگ ہے یہاں قافیہ تدبیر کا
جب ہوئے فضلِ الٰہی سے جواں — سر پہ شادی کا چڑھا بارِ گراں
منگنیاں ہوتی ہیں اکثر قوم میں — بیاہ ہوتے ہیں برابر قوم میں
کچھ بہت درکار زیور ہے نہ نقد — ہوتے اک شربت کے پیالہ پر ہیں عقد
گر کفایت سوچتے کچھ خرچ ہیں — بیاہ دیتے بس یونہیں ہم بھی تمہیں
اپنے دل میں پر یہی ہم نے کہا — ایک بیٹا اور وہ بھی لاڈلا
گو تمام املاک بک جائے مگر — خرچ کیجئے بیاہ میں دل کھول کر
کی اگر یہاں بھی کفایت پر نگاہ — اور ہم کو کونسے کرنے ہیں بیاہ
وقت یہ آتے نہیں پھر بار بار — کل خزاں ہے آج اگر یہاں ہے بہار
ہے فراغت اور عسرت ساتھ ساتھ — کریں کچھ ہم بھی کہ اب چلتا ہے ہاتھ
ٹھان کر یہ جی میں دی شادی رچا — اپنے سے جو ہو سکا سب کچھ کیا
گر نہ یاد اپنا رہا ہو تم کو بیاہ — شہر کے چھوٹے بڑے ہیں سب گواہ

رات دن جلسہ تھا ناچ اور رنگ کا
غلغلہ تھا ڈھولک اور مردنگ کا

دیکھنے آتی تھی خلقت جھوم جھوم
دور تک اس بیاہ کی پہنچی تھی دھوم

دور سب کے دل سے رنج و غم رہا
بیس دن تک یہاں یہی عالم رہا

جانتے ہیں قوم کے برنا و پیر
آج تک دیتے ہیں سب اسکی نظیر

کی نہ دینے میں کفایت پر نظر
جس کو دینا تھا دیا دل کھول کر

اگلی اور پچھلی پرانی اور نئی
شہر کی املاک ساری بک گئی

قرضہ تھا نقدی کا باقی جس قدر
گو ہوئی اُس سے سبکدوشی مگر

رہن تھے جو گانو شادی میں کئے
آج تک بے چین ہوں اُنکے لئے

ہے بہت اُن کے چھٹانے کا خیال
پر بظاہر اُن کا چھٹنا ہے محال

اب بہت نازک ہے حالت باپ کی
پہنچی یہ نوبت بدولت آپ کی

مال اور جاں سے زیادہ کوئی چیز
آدمی کو یہاں نہیں ہوتی عزیز

جان سے بھی ہم رہے خدمت گذار
مال بھی ہم نے کیا تم پر نثار

تم نے جو چاہا کھلایا وہ تمہیں
تم نے جو مانگا پنہایا وہ تمہیں

گھوڑے چڑھنے کے لئے تم کو دئے — رکھے خدمتگار خدمت کے لئے

شوق جو اچھا بُرا تم نے کیا — ہم نے بھی تائید کی اُس کی سدا

خوب تم نے قدر کی ماں باپ کی — خوب خدمت کی ہماری داد دی

تھا نتیجہ جاں فشانی کا یہی — تھا صلہ سوزِ نہانی کا یہی

باپ کا تم کو ادب اصلا نہیں — ماں کی خدمت کی تمہیں پروا نہیں

گھر میں دو دو دن نہیں آتے ہو تم — آتے ہو اک اک سے لڑ جاتے ہو تم

لوگ شاکی ہیں تمہارے جا بجا — خود بُرا کہہ کے سُنتے ہو بُرا

ہیں تمہارے سارے اوباشوں کے ڈھنگ — تم سے خوردوں اور بزرگوں کو ہے ننگ

ملنے والے ہیں تمہارے بادہ خوار — اور جواری ہیں تمہارے دوستدار

مُرغ ہم نے بھی لڑائے ہیں بہت — اور کبوتر بھی اُڑائے ہیں بہت

پر ہمارا حال تم جیسا نہ تھا — خبط تھا ہم کو بھی پر ایسا نہ تھا

اپنے سب کاموں کو جب بھگتا لیا — دو گھڑی اِس میں بھی دل بہلا لیا

تم تو دنیا اور دین سب چھوڑ کر — ہو انہیں دھندوں میں غرق آٹھوں پہر

ہے غرض ایسی ہی جو ہے تم کو دھت — فکرِ دنیا ہے نہ فکرِ آخرت
ہم پہ ہنستے ہیں اشراف و رذیل — کر دیا تم نے جو ہم کو بھی ذلیل
کر چکا تھا قرض پہلے ہی زبوں — اور تم نے کر دیا عزت کا خوں
مُنہ نہیں ہوتا کسی کے روبرو — خاک میں تم نے مِلا دی آبرو
بہتر اپنا یہاں سے اُٹھ جانا ہے اب — رہ گیا پھر کیا۔ گئی عزت ہی جب
باپ کا تم جانتے ہو اپنے حال — قرض میں جکڑا ہوا ہے بال بال
ہاتھ میں زر ہے نہ بازو میں ہے زور — مار کر فکروں نے کر ڈالا ہے بھور
کام کی باقی نہیں اپنے میں تاب — مُدتوں سے دے چکی ہمت جواب
گور میں لٹکائے بیٹھے پاؤں ہیں — جا کے اب بن میں بساتے گاؤں ہیں
آپ میں ہوتا اگر کچھ حوصلا — آدمیت کا تھا اب یہ مقتضےٰ
سر پہ لیتے اپنے گھر کا بوجھ ٹک — باپ کو فکروں سے کر دیتے سبک
ہم رہے جیسے فدا تم پر مدام — تم بُڑھاپے میں ہمارے آتے کام
ہم رہے اب تک تمہارے سربراہ — اب ہمارے بنتے تم پُشت و پناہ

ہم بھی یہاں سُکھ پاتے کچھ اولاد کا　　نام چلتا دیکھتے اجداد کا
پر خدا کو تھا یہی منظور آہ　　ہوتے وارث کے ہو گھر اپنا تباہ
جب کریں دنیا سے آہنگِ سفر　　ہم بھرا گھر جائیں ویراں چھوڑ کر
خیر اب ہم کو تو یہاں رہنا ہے کم　　کوئی دن کے اور ہیں مہمان ہم
پر تمہیں ہے کاٹنی اک عمر یہاں　　ہو ابھی فضلِ الٰہی سے جواں
اب بھی اپنی حرکتوں سے باز آؤ　　ڈھیل پر بازیِ دوراں کے نہ جاؤ
بس گئیں حد سے گذر رسوائیاں　　کب تلک آخر یہ بے پروائیاں
ناز و نعمت کا زمانہ ہو چکا　　خوابِ غفلت کا زمانہ ہو چکا
گردشِ گردوں ہے ہر دم گھات میں　　شاطرِ دوراں ہے فکر مات میں
ہاتھ سے جا کر نہیں آتا ہے وقت　　دیکھو بھائی ہاتھ سے جاتا ہے وقت
گر رہے اب بھی یونہیں تم نادرست　　خود زمانہ تم کو کر دیگا درست
گردشیں دینگی نکال ایک ایک بل　　ٹھوکریں کھا کھا کے جاؤ گے سنبھل
پھر سنبھلنا وہاں یہ کس کام آئیگا　　جب سنبھلنے سے نہ سنبھلا جائیگا

ہو گی اُڑنے کی ہوس تم کو۔ مگر / ہونگے اُڑنے کے نہ اُس دم بال و پر
عقل ہو گی پر نہ ہو گا اقتدار / عزم ہو گا پر نہ ہو گا اختیار
جب کہ گیتی رنگ یہ دکھلائیگی / تب ملامت باپ کی یاد آئیگی

باپ یہ سب کر چکا تقریر جب / سر جھکا کر از رہِ شرم و ادب
عرض کی بیٹے نے ارشاد آپ کا / قبلۂ عالم سراسر ہے بجا
آپ کی اور والدہ کی شفقتیں / آخری دم تک نہ بھولینگی ہمیں
حق ہیں سب سینے میں مضمر آپ کے / نقش ہیں احسان دل پر آپ کے
میری جو دلجوئیاں کیں آپ نے / وہ نہ کی ہونگی کسی ماں باپ نے
اچھے سے اچھا کھلایا آپ نے / اچھے سے اچھا پہنایا آپ نے
جان و دل ہم پر فدا کرتے رہے / ناز برداری سدا کرتے رہے
ہے بڑے افسوس کا لیکن مقام / شفقتیں کچھ آپ کی آئیں نہ کام
وہ محبت اور نوازش آپ کی / حق میں اپنے زہر قاتل ہو گئی

خدمتِ عالی میں گستاخی معاف ۔ عرض کرسکتا نہیں میں صاف صاف
پر جہاں ہو بات کہنے کا محل ۔ واں نہیں خاموش رہنے کا محل
گو کہ ہوں میں سربسر تقصیر وار ۔ مجھ سے ہے نوعِ بشر کو ننگ و عار
دُھوم ہے میری بدی کی جابجا ۔ عیب ہے مجھ سے بزرگوں کو لگا
کُو بکُو آوارہ صُبح و شام ہوں ۔ شہر میں رسوا ہوں اور بدنام ہوں
بے ہُنر مجھ سے نہیں ہوتے کہیں ۔ پر میری تقصیر کچھ اس میں نہیں
اُٹھے ہم جیسا اٹھایا آپ نے ۔ بن گئے جیسا بنایا آپ نے
کہتے ہیں اخبار میں آیا ہے یہ ۔ مخبرِ صادق نے فرمایا ہے یہ
اصلِ فطرت میں ہیں سب بچّے رشید ۔ غیب سے آتے ہیں بن کر سب سعید
پھر اُسی رستے پہ پڑ جاتے ہیں وہ ۔ رُخ جدھر ماں باپ کا پاتے ہیں وہ
آئے تھے ہم جستجو میں راہ کی ۔ تھی فقط درکار ہم کو رہبری
آپ نے جو راہ دی ہم کو بتا ۔ ہم نے لی وہ راہ بے چُون و چرا
آپ کے انعام اور احسان سب ۔ یوں اگر کہئے تو لوں میں مان سب

پر اگر انصاف کچھ فرمائیں آپ اس طرح مجھ کو نہ پھر شرمائیں آپ

ذکر بچپن کا جو فرماتے ہیں آپ اپنے احسانوں سے شرماتے ہیں آپ

ہاں مقرر مامتا ماں باپ کی حق میں بچوں کے ہے اک نعمت بڑی

گر نہ ہو ماں باپ کو اُن کا خیال پرورش پانا ہو بچوں کا محال

پر نہیں کچھ اس میں دخل انسان کا اس میں ہے ماں باپ کا احسان کیا

جان دے پانی اگر کھیتی میں ڈال یا وہ کر دے خشک پودوں کو نہال

اس میں پانی کا نہیں کچھ اختیار ہے یہ خاصیت عطائے کردگار

کچھ نہیں تخصیص یہاں انسان کی ہے یہی خصلت ہر اک حیوان کی

جانور بھی جو نہیں رکھتے تمیز سب کو بچے اپنے ہوتے ہیں عزیز

بھوک میں لیتے ہیں سب اُنکی خبر پیاس میں کرتے ہیں سب حلق اُن کا تر

زد میں جب دشمن کی پاتے ہیں انہیں زد سے دشمن کی بچاتے ہیں اُنہیں

آنکھ سے اوجھل وہ ہو جاتے ہیں جب ڈھونڈتے پھرتے ہیں ہر سو مضطرب

ہے غرض اُلفت وہی حیوان کو لاگ جو بچوں سے ہے انسان کو

دی ہے اِک اِک دل میں قدرت نے لگا　　جس سے دل بس میں نہیں ماں باپ کا
جبکہ قابو میں نہیں رہتا ہے دِل　　مانتے ہیں دل کی جو کہتا ہے دل
فکر میں گھلنا سدا اولاد کے　　جھیلنے دُکھ بربلا اولاد کے
کچھ خوشی ماں باپ کے دل کی نہیں　　پر کریں کیا مانتا دِل ہی نہیں
وہ تو کرتے لاکھ بار اُن سے گریز　　کیا کریں ہے آتما کی آنچ تیز
اُس خدا نے ذات ہے جس کی حکیم　　جس کی حکمت اور حکومت ہے قدیم
ہوش خود اُن کو نہیں جب تک دیا　　اُن کا ضامن ہے بزرگوں کو کیا
تاکہ بیہوشی میں لیں اُن کی خبر　　جو کسی اُن کی کریں آٹھوں پہر
ہوں اگر بھوکے تو کچھ اُن کو کھلائیں　　ہوں اگر پیاسے تو کچھ اُن کو پلائیں
جاگتے سوتے ہوں انکے پاسباں　　بیٹھتے اُٹھتے ہوں اُن پر جاں فشاں
اُن کو بے کل دیکھ کر ہوں بیقرار　　اُن کی بیماری میں ہوں بیماردار
بے بسی کے دن نکلواتا ہے یوں　　اپنے مدہوشوں کو پلواتا ہے یوں
ہر بشر کو دی ہے مہر اولاد کی　　اس طرح دُنیا ہے یہ آباد کی

گر نہ ہو یہ مامتا انسان میں — خانماں ویران ہوں سب اک آن میں

اس سے بچ سکتا کوئی انسان نہیں — اس میں کچھ اولاد پر احسان نہیں

جبکہ دُکھتا ہے کوئی عضوِ بدن — سارے ہو جاتے ہیں بیکل مرد و زن

کرتے ہیں تدبیر ہو سکتی ہے جو — درد کی تکلیف کھو سکتی ہے جو

درد کی جب تک کسک جاتی نہیں — کچھ کئے بن اُن کو بن آتی نہیں

ہے یہی بالکل مثال اولاد کی — کیونکہ ہے جزوِ بدن اولاد بھی

کل سے اُن کی کل سدا پاتے ہیں دل — دُکھ سے اُن کے سب کے دکھ جاتے ہیں دل

پیاس میں بچوں کو روتا دیکھ کر — کیا کریں پانی نہ دیں اُن کو اگر

بھوک میں جب روئیں بچے زار زار — چھوڑ دیں کس طرح اُن کو بیقرار

اُن پہ گر سختی گذرتی ہے ذرا — اُن سے یاں دہ چند ہوتی ہے سوا

اُن کا خوش جس بات سے ہوتا ہے جی — حصر ہے اُس بات پر اُن کی خوشی

اُن کی کلفت ہے بلا اُن کے لئے — اُن کی فرحت ہے غذا اُن کے لئے

طبع انسان کا ہے یہ جب اقتضا — کیا کرے گر ہو نہ بچوں پر فدا

اپنی راحت خوش نہیں آتی کسے ۔ اپنی آسائش نہیں بھاتی کسے
جبکہ مصرف دودھ کا کوئی نہ پائیں ۔ کیوں نہ مائیں اپنے بچوں کو پلائیں
اُن کو بن بچوں کے نیند آئے نہ جب ۔ کیوں نہ چھاتی سے لگا کر سوئیں سب
کس طرح غافل ہوں پھر اولاد سے ۔ جب نہ بن دیکھے ہو چین اولاد کے
کہتے ہیں بچوں کو ہم کرتے ہیں پیار ۔ اور دل کو اپنے دیتے ہیں قرار
ظاہر اُن کی خوشی کرتے ہیں یہ ۔ اور ٹھنڈا اپنا جی کرتے ہیں یہ
مار پر ہاتھ اُن کی اُٹھتا ہے اگر ۔ دل کو رہتا ہے قلق دو دو پہر
اِس لیے رکھتے ہیں اُن کو پیار سے ۔ کیونکہ دل دکھتا ہے اُنکی مار سے
پیار اُنہیں کرتے ہیں سب اپنے لئے ۔ اُن کا دم بھرتے ہیں سب اپنے لئے
ایک شفقت میں ہے دوہری منفعت ۔ پرورش اُنکی اور اپنی مصلحت
چین پر اُن کے بھی ہو شاید نظر ۔ اُن سے چین اپنا مقدم ہے مگر
بھول کر بھی کوئی نام اُن کا نہ لے ۔ پر طبیعت چین یہاں لینے بھی دے
شفقتیں ایسی ہی سمجھیں آپ سب ۔ کرتے ہیں بچوں پہ جو ماں باپ سب

اب یہی شادی چھٹی اور بیاہ کی
رسم موئڈن اور بسم اللہ کی

گو ہے یہاں دم مارنا بے غیرتی
ناسپاسی اور کافر نعمتی

بات لیکن بے کہے بنتی نہیں
خواہ نفریں کیجیے خواہ آفریں

شادیوں میں آپ نے جو کچھ کیا
میری تقریبوں پہ جو جو کچھ دیا

تھا وہ سب کچھ اپنی عزت کے لئے
نیک نامی اور شہرت کے لئے

تھا بہانہ یہ کہ ہے عقدِ پسر
تھی مگر اپنی نمائش پر نظر

ہر طرف مدح و ثنا تھی آپ کی
ہر زباں پر واہ واہ تھی آپ کی

چپ تھے سارے خردہ گیر اور نکتہ چیں
سب یہ کہتے تھے کہ حضرت آفریں

دوست ہی کرتے نہ تھے بس واہ وا
دشمنوں نے بھی لئے تھے سر جھکا

معترف بیگانے اور اپنے تھے سب
تھا جہاں چرچا یہی تھا روز و شب

تھا ہمارا کام اور نام آپ کا
بلکہ تھا سب نام اور کام آپ کا

یہاں نہ ہم کو دھیان تک شادی کا تھا
اور نہ ارماں گھر کی آبادی کا تھا

بیاہ یا شادی کا جب سنتے تھے نام
تھا ہمیں اِک اِک کا منہ تکنے سے کام

ہم کو تھا شادی سے ایسا ہی لگاؤ
بیاہ کا ہو جیسے اک گڈے کو چاؤ

آپ کے دل میں تھے کچھ ارماں بھرے
بیاہ اٹھا کر وہ ہمارے سر دھرے

مفت ہم شرمندۂ احسان ہوئے
اور پورے آپ کے ارماں ہوئے

گھر میں جو نقدی تھی یا اسباب تھا
یا سہارا تھا کچھ اک جاداد کا

کی نہ حضرت نے نظر انجام پر
کر دیا قربان سب اک نام پر

آپ کی تو نبھ گئی عزت کے ساتھ
سو سے بہتر عیش اور عشرت کے ساتھ

پر ہماری کس طرح ہوگی بسر
گھر میں دولت ہے نہ ہاتھوں میں ہنر

ہے ہمیں اب آفتوں کا سامنا
ہو گیا عزت کا مشکل تھامنا

کر دیا خوں زور و زر کا آپ نے
گھاٹ کا رکھا نہ گھر کا آپ نے

آپ کو ہونا اگر منظور یہ
کاہشیں ہم سے رہیں سب دور یہ

جور گردوں سے نہ ہوں پامال ہم
بعد حضرت کے رہیں خوشحال ہم

شادیوں میں رائگاں کھوتے نہ مال
اپنی شہرت کا نہ کرتے کچھ خیال

کھولتے ہم پہ نہ در افلاس کے
چھوڑ جاتے کچھ ہمارے واسطے

ہم پہ احساں آپ یہاں کرتے اگر
علم کی دولت سے کرتے بہرہ ور

کھول کر تعلیم میں دل کرتے خرچ
ہوتا کچھ ہوتا اگر کاموں میں حرج

علم کا تھا ہم کو بے شک شوق کم
کانپتے تھے نام سے پڑھنے کے ہم

بے خبر تقدیر کی گھاتوں سے تھے
بھاگتے ہم کام کی باتوں سے تھے

تھے نصیحت سے بزرگوں کی نفور
رہتے تھے سایہ سے اُن کے دُور دُور

پاس عزّت کا نہ ڈر ذلّت کا تھا
پردہ آنکھوں پر پڑا غفلت کا تھا

تھے مگر ہر طرح بس میں آپ کے
حکم سے باہر نہ تھے ماں باپ کے

ہم سے سرزد جب خطاء ہوتی کوئی
یا کہ حرکت ناسزا ہوتی کوئی

گو کہ دِل کڑھتا سزا سے آپ کا
دِل پہ کرتے جبر پر دیتے سزا

آپ کی خفگی کا ڈر ہوتا اگر
تربیت کا کچھ نہ کچھ ہوتا اثر

گر وطن میں تربیت آساں نہ تھی
کچھ جُدائی خارج از امکاں نہ تھی

سوچتے انجام کی بدبختیاں
کرتے فرقت کی گوارا سختیاں

بھیج دیتے گھر سے باہر چند روز
لیتے دھر چھاتی پہ پتھر چند روز

مصلحت پر کرتے اُلفت کو فدا
کچھ دنوں اپنے سے کر دیتے جُدا

یاد سے اپنی بھلا دیتے ہمیں
پر کسی قابل بنا دیتے ہمیں

گر جدائی آپ کو آتی نہ راس
دل ہماری یاد میں رہتا اداس

دردِ فرقت سے نہ کچھ گھبراتے آپ
دل بہلنا جس طرح بہلاتے آپ

شادیوں میں خرچ جو اُٹھا فضول
ہم کو آخر کیا ہوا اس سے حصُول

تربیت میں اپنی وہ اُٹھتا اگر
ہم نہ ہوتے خوار شاید اس قدر

گھر میں کچھ باقی نہ رہتا اپنے جب
چارسُو پاتے کھُلی راہِ طلب

ہاتھ میں ہوتا اگر کچھ بھی ہُنر
رہتے عزّت سے نکل جاتے جدھر

اپنے حق جتنے بتائے آپ نے
ہم پہ جو احساں جتائے آپ نے

یوں تو ہیں وہ قابلِ تسلیم سب
کیونکہ ہے ہم کو یہی حکمِ ادب

کرتے ہیں جب دل میں لیکن غور ہم
اپنا حِصہ اُن میں کچھ پاتے ہیں کم

یاد ہیں سب ہم کو احساں آپ کے
کچھ اُمیدیں تھیں کچھ ارماں آپ کے

اپنی خوشیاں کرتے تھے پوری مگر
تھی مصالح پر ہمارے کم نظر

ایسے احسانوں سے ہو دل شاد کیا
ہم بزرگوں کو کرینگے یاد کیا

باپ سے جوشِ جوانی میں پسر
باتیں یہ کہتے تو کہہ گذرا مگر

کہکے جی میں اپنے شرمایا بہت
جرأتِ بیجا سے پچتایا بہت

گو دئے الزام سب اپنے مٹا
پر نہ مِٹ سکتا تھا حق ماں باپ کا

دے رہا تھا باپ کو زک صاف صاف
کہہ رہا تھا دل مگر اُس کے خلاف

دعوے احساں سے سبکدوشی کے تھے
پر دبی جاتی تھی گردن بوجھ سے

گو زباں بس میں تھی ناداں کی
پر گلے میں تھی کمند احسان کی

کرکے عذر شوخ چشمی باپ سے
گر پڑا قدموں پہ آکر باپ کے

دل جو اُمڈا دیر تک روتا رہا
متصل اشکوں سے مُنہ دھوتا رہا

گو ہوئی تھی باپ کو خفت کمال
پر یہ دیکھا اُس نے جب بیٹے کا حال

جلد قدموں پر سے سر اُس کا اُٹھا
اپنی چھاتی سے لیا اُس کو لگا

پھر کہا بیٹے سے اے لختِ جگر
کیوں ہوئی تم کو ندامت اس قدر

تم نے جو الزام ہیں مجھ کو دیئے — اس سے بڑھ کر کیا خوشی ہوگی مجھے
شکر ہے اتنی تو ہے تم کو خبر — باپ نے دکھا ہے تم کو بے ہنر
سب بُرے تم سے سلوک اُس نے کئے — جو بھلائی کی وہ کی اپنے لئے
باپ تو کہتا ہی تھا تم کو بُرا — تم نے کر دی باپ کی ثابت خطا
چاہیئے اس کے سوا کیا باپ کو — باپ کے تم رہنما پیری میں ہو
پر مری جاں ہم تو ہیں پا در رکاب — آنے والی ہے اجل سر پر شتاب
فی الحقیقت گر ہوئی ہم سے خطا — حال اب اسکے جتانے سے ہے کیا
عمرِ رفتہ پھر ملے جب باپ کو — اِس نصیحت پر عمل تب ہو تو ہو
جب کہیں بیٹا ہو پیدا دوسرا — عمر بھی اُس کو کرے خالق عطا
اور رہے سر پر سلامت باپ بھی — بات بھی بگڑی ہوئی ہو یوں باپ کی
تب نصیحت یہ تمہاری سود مند — ہو سکے تب باپ اُس پر کاربند
جبکہ یہ ممکن نہیں اے جانِ جاں — ہے ہمیں الزام دینا رائیگاں
سرزنش کا وقت ہی جب ہو چکا — سرزنش اب تم نے کی ہم کو تو کیا

رُت ہماری تو گئی ساری گذر
ہو ابھی تم جوہرِ قابل مگر

غلطیاں سب باپ کی ہو جانتے
اپنے نیک و بد کو ہو پہچانتے

راہ پر چاہو تو آسکتے ہو تم
ہم نے جو کھویا ہے پا سکتے ہو تم

ہو گئی بالغرض جو کچھ باپ سے
ہے تلافی اُس کی ممکن آپ سے

تربیت بیجا کریں ہم یا بجا
تربیت ماں باپ کی ہے چیز کیا

نوجوانی کا نشہ چڑھتا ہے جب
سب دھری رہتی ہے تعلیم اور ادب

ہاں مگر جو عقل خود رکھتے ہیں یہاں
ٹھیک رہتے ہیں وہی ہو کر جواں

ہر کوئی بیج اپنا خود بوتا ہے خُوب
کام اپنا آپ ہی ہوتا ہے خوب

پہلے اپنا سوچ لو انجام تم
دیتے رہنا پھر ہمیں الزام تم

ہم نے بچپن میں بگاڑا ہے اگر
اب تو تم عاقل ہو خود جاؤ سنور

اب بھی گر حالت نہ بدلی آپ کی
آپ کی بھی پھر مثل ہو گی وہی

باپ نے بیٹے کو نالائق کہا
بیٹا نالائق ہی سچ مچ بن گیا

تاکہ کہنا باپ کا جھوٹا نہ ہو
نسبتِ نالائقی بیجا نہ ہو

ہے پسندیدہ اطاعت باپ کی	پر نہ ایسی جیسی اس لڑکے نے کی

ہے اگر بیٹا اطاعت اس کا نام
ایسی ناواجب اطاعت کو سلام

تمت

یادگار غالب معہ تصویر فوٹو

ملک الشعرا میرزا اسد اللہ خان غالب المعروف بہ نوشہ المخاطب بخم الدولہ دبیر الملک اسد اللہ خان غالب بہادر نظام جنگ
دہلوی کی زندگی کے حالات اور ان کی اقسام نظم۔ نثر۔ اردو کا انتخاب اور ہر ایک قسم پر جداگانہ ریویو کس نے مرتبہ
خواجہ الطاف حسین صاحب حالی۔ پانی پتی۔ قیمت ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ عا

دیوان حالی

معہ مقدمہ جس میں شاعری کی ماہیت اور اس کے حسن و قبح پر مفصل بحث کی گئی ہے مع دیوان حالی مشتمل قطعات و غزلیات
و ترکیب بندات و رباعیات و غزلیات وغیرہ۔ یہ اس فخر القوم کی نظم ہے جس نے مسدس لکھ کر تمام دنیا کو جگا یا قیمت عا

مثنوی حقوق اولاد

جس میں والدین کو اولاد کے اصلی اور سچی حقوق سے آگاہ کیا گیا ہے سلیس اردو زبان مصنفہ حالی قیمت ۔۔ ۔۔ ۲ر

مرثیہ سر سید مرحوم

فارسی زبان میں ترکیب بند کی صورت میں نہایت دردناک نظم ہے۔ مصنفہ خواجہ حالی قیمت ۔۔ ۔۔ ار

حیات سعدی

مصنفہ خواجہ الطاف حسین صاحب حالی۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کی سوانحعمری اور جملہ حالات متعلق ان کی سیر و سیاحت
کے درج اور نیز ان کی تمام تصنیفات نظم و نثر پر ریویو کیا گیا ہے۔ اور اس کتاب میں ۴۸ دلچسپ مضامین ہیں قیمت عا

مخمس حسرت

حضرت حالی کے قصیدہ الغیاثیہ پر سید زین محمد صاحب حسرت ہوشیارپوری نے نہایت سلاست اور فصاحت سے مخمس کہا ہے قیمت ۲ر

آثار سلف

مصنفہ عالم بے بدل و فاضل جلیل مولوی محمد اسمعیل صاحب مدرس آگرہ نے قلعہ آگرہ کی سیر کر کے شوکت و عظمت اسلام
ایک عجیب شور انگیز پولیٹیکل مرثیہ لکھا ہے مع نقشہ قلعہ آگرہ + قیمت ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۲ر

جریدہ عبرت

مصنفہ مولوی صاحب ممدوح الصدر مسلمانان ہند کے مختلف حالات موجودہ کی نہایت دلچسپی کے ساتھ اردو نظم
میں تصویر کھینچی ہے + قیمت ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۲ر

مسدس سعید

مصنفہ چودھری سعید الدین حسین صاحب رئیس و تعلقہ دار کھرہ ضلع بدایوں۔ ہندوستانی زراعت کی خرابیوں و ضروریات
کا ذکر نہایت عمدہ پیرایہ میں بزبان اردو کیا گیا ہے + قیمت ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۲ر

تہذیب الاخلاق

چاروں جلدیں.

جلد اوّل - یعنی عالیجناب نواب محسن الدولہ محسن الملک مولوی سید مہدی علی صاحب منیر نواز جنگ مصنف کتاب آیات بینات وغیرہ کے کل مضامین مندرجہ تہذیب الاخلاق گذشتہ ہفت سالہ از ابتدائے ۱۲۸۷ھ ہجری لغایت ۱۲۹۳ھ ہجری یہ وہی مضامین ہیں جنہوں نے مسلمانوں میں اپنی صداقت سے ایک غیر معمولی ترقی کا جوش پھیلایا اور یہ وہی مضامین ہیں جن کی تلاش ایک مدت سے خیر خواہان قوم و ملک کو تھی مگر افسوس کہ ان کو میسر نہ آئے - اب ہم نے نہایت کوشش سے بہم پہنچا کر شائع کر دئیے ہیں - بہت عمدہ ولایتی کاغذ پر چھپی ہوئی کتاب ہے - اور اس میں ۴۷ نہایت دلچسپ مضامین ہیں - اگر کوئی شخص اسلام سے واقفیت حاصل کرنی چاہے - یا اردو انشاپردازی اور معلومات کا ذخیرہ جمع کرنا چاہے تو اس سے بہتر اس کو کوئی کتاب نہ ملے گی - ضخامت ۸۰۰ صفحے ... ... ۴؏

جلد دوم - عالیجناب آنریبل ڈاکٹر سر سید احمد خان صاحب مرحوم و مغفور کے گذشتہ ہفت سالہ تہذیب الاخلاق کے مضامین جن کی قوم کو از حد ضرورت تھی از ابتدائے ۱۲۸۷ھ ہجری لغایت ۱۲۹۳ھ ہجری چھپ کے تیار ہو گئے ہیں - اس میں سر سید کے وہ مضامین ہیں جن کے پڑھنے سے ایک قسم کی روشنی پیدا ہوتی ہے تعداد میں یہ مضامین ایک کم سو ہیں اخلاقی اور تمدنی مضامین کا مخزن ہیں - اسلامی مسائل سے واقفیت حاصل کرنے کیلئے اور ایک کورس مضامین نگاری کے لئے اتالیق - اردو لٹریچر کی جان - یہ وہی دلچسپ مضامین ہیں جن کی مقبولیت سے سر سید کو کامیابی ہوئی یہ وہی سچے اور بے لوث آرٹیکل ہیں جنہوں نے سر سید کا بول بالا کیا - مسلمانوں کو خواب غفلت سے جگایا - اسلام اور اسلامی ہمدردی کا سبق دیا - ان مضامین کے پڑھنے سے آپکو معلوم ہوگا - کہ اصلاح قوم میں سر سید کو کس قدر رکاوٹیں اور تکلیفیں پیش آئی ہیں - مفصل حالات کتاب کے پڑھنے سے آپ کو [illegible] ہونگے - اہل ملک کو عموماً اور اہل اسلام کو خصوصاً اس کتاب کے مطالعہ کی یہاں تک ضرورت ہے - یہ امر کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہو جاویگا - کتاب بہت بڑی ہے ۶۳۲ صفحے پر نہایت خوشخط عمدہ کاغذ پر چھپ کر تیار ہے ... ... ملے ۳؏

جلد سوم - یعنی عالیجناب نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی صاحب بہادر مرحوم کے جملہ مضامین مندرجہ تہذیب الاخلاق ہفت سالہ از ابتدائے ۱۲۸۷ھ ہجری لغایت ۱۲۹۳ھ ہجری مضامین کیا ہیں ایک گوہر بے بہا ہیں آپ مرحوم کی لیاقت اور تحریر کو کون نہیں جانتا - تمام ہندوستان کے بڑے بڑے فلسفہ دان لوہا مان گئے - آپ صرف عربی و انگریزی کے فاضل تھے بلکہ فرنچ لیٹن عبرانی اور سنسکرت سے کما حقہ واقف تھے - آپنے اپنے مضامین میں جا بجا سب جگہ ظاہر کر دیا ہے - کہ مسلمانوں میں ایسے اشخاص موجود ہیں - جو ہر زبان کے اشخاص کو اسلام سے واقف کر سکتے ہیں - اور نہ واقف ہی کر سکتے ہیں بلکہ سیدھے راستے پر لا سکتے ہیں - ان مضامین اکثر جگہ مصنف مرحوم نے عبرانی اور انگریزی حروف حاشئے لکھے ہیں - جو بجنسہ ہم نے چھاپ دئیے ہیں نہایت عمدہ چھپ گئی ہے اور مقبول عام ہوئی ہے ... ... ۲؏ ۸ر

جلد چہارم - اس میں مولوی مشتاق حسین صاحب انتصار جنگ جناب مولانا خواجہ الطاف حسین صاحب حالی جناب سید محمود صاحب جناب شمس العلما مولانا مولوی ذکاء اللہ صاحب جناب لطیف اللہ صاحب کے تمام مضامین کی تعریف صرف اسقدر کافی ہے کہ تمام ملک مندرجہ بالا اصحاب سے واقف ہیں اور ان کی تصانیف کے خریدار ہیں - تمام اہل ملک ان لوگوں کے رتبہ اور قدر جاہ و فضیلت سے واقف ہیں مضامین کیا ہیں ایک چلتا جادو ہے جو دلوں کو تسخیر کئے لیتا ہے اس مجموعہ کے چھپ جانے سے تہذیب الاخلاق کی چاروں جلدیں ہفت سالہ مکمل ہو گئیں نہایت عمدہ کاغذ اور خوشخط ۱۲ر

المشتہران - ملک فضل الدین ملک چنن الدین ملک تاج الدین تاجران کتب قومی بازار کشمیری لاہور

۸۹۱۲۵ ۳/۱۶

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیاجائے گا۔

۱۵/۱۱/۴۹
۲۳/۱۲/۶۹

کتب خانہ
جامعہ عثمانیہ

۱- [illegible] مجلس [illegible] کتب خانہ [illegible]

۲- [illegible] کتابیں [illegible]

۳- طلبا [illegible] کتابیں [illegible] اسے [illegible]

[illegible] کتابیں [illegible]

۴- [illegible] کتاب [illegible] جاری [illegible]

۵- [illegible] کتب خانہ میں کتاب کا لانا لازم ہے

۶- [illegible] جرمانہ [illegible] وصول [illegible]

۷- کتابوں پر کسی قسم کا نشان [illegible]

۸- قلمی نسخے اور [illegible] کتابیں جاری نہیں کی جا سکیں گی فقط